

سائل

تحقیق
شبِ برائت

تحقیق
شبِ معراج

رجب کے
روزہ کا حکم

کونڈوں
کی
حقیقت

ضعیف حدیث
پر عمل کرنے
میں مفاسد

نصف شعبان
میں ایصال
ثواب

شبِ برائت
میں شیعہ کی
خباثت

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم



سات مسائل

شبِ معراج، شبِ برات اور رجبِ شعبان کی دوسری بدعات

نظر ثانی

تالیف

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت قدس مفتی سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر

الرشید



سات مسائل

نظر ثانی

۱۴۱۳ھ

کونڈوں کی حقیقت

رجب کے روزہ کا حکم

تحقیق شبِ معراج

تحقیق شبِ برات

شبِ برات میں شیعہ کی خیانت

نصف شعبان میں ایصالِ ثواب

ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں مفاسد

۱۴۲۳ھ

ربیع الثانی

تاریخ طبع

۱

۲

۳

۴

۵

۶

۷



①



سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ۲۲ رجب کو کوئٹہ کے کمرے کی رسم کا کیا حکم ہے؟ اور شریعت میں اسکی کیا اصل ہے؟ بیٹنوا توجروا

الجواب باسمهم الصواب

کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے (طبری، استیعاب)

۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸ رمضان ۸۰ھ ہجری یا ۸۳ھ ہجری کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ ہجری میں ہوئی۔

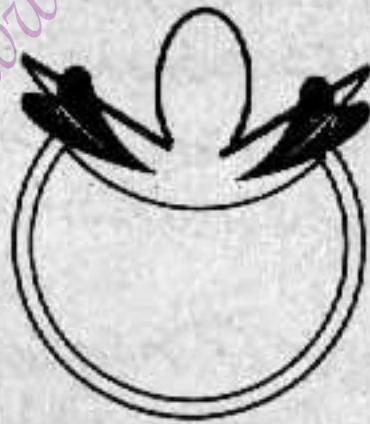
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی تھی، جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیعہ مسلمانوں سے مغلوب و خائف تھے، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، دشمنان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک

کوئٹہ

دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں، جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انھوں نے خود اس تایخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب منکھڑت ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

شیعہ اپنے اور سنی بہت سے عقائد اور خرافات تقیہ اور مکر و خبیث کے ذریعہ مسلمانوں میں پھیلا چکے ہیں جن میں سے صرف چند مثالیں رسالہ ”منکرات محرم“ میں درج ہیں۔ واللہ، الہادی الی سبیل الرشاد،

۲۰ رجب ۸۷۰ ہجری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رجب کے روزہ کا حکم

سوال : ۲۷، رجب کا روزہ جو عوام میں مشہور ہے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ بیتنواب التفصیل جو حکم المولیٰ الجلیل۔

الجواب بآسہم ملاہم الصواب

۲۷، رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ احادیث ذیل میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے۔

① عن زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم رجب قال بنی انتم من شعبان (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۲)

② عن خرشہ بن الحرقال رأیت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب اکف الناس فی رجب حتی یضعوها فی الجحان ویقول کلوا فانما ہو شہر کان یعظمہ اہل الجاہلیۃ (حوالہ بالا)

③ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذا راۓ الناس وما یعدون لرجب کره ذلک (حوالہ بالا)

④ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یرکب اثینیا ولا تمییا ولا رجبیا (حوالہ بالا)

⑤ عن خرشہ بن الحرقال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب اکف الرجال فی صوم رجب حتی یضعوها فی الطعان فیقول رجب وما رجب انما رجب شہر کانت تعظمہ الجاہلیۃ فلما جاء الاسلام ترک (کنز العمال ص ۳۰۹ ج ۸)

⑥ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان امراة ذکرته لہا انہا تصوم رجب فقالت ان کنت صائمة شہرا لا محالة فعلیک بشعبان فان فیہ الفضل (حوالہ بالا)

④ عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم
نهی عن صیام رجب (ابن ماجه ص ۱۲۵)
قال الشوكاني فيه ضعيفان زيد بن عبد الحميد وراؤد بن
عطاء (نيل الاوطار ص ۴۲۷)

قلت ينبغي العمل بالضعيف للحد من المحذور لا سيما اذا
وافق الحد يشك الصحيح وتأيدا بأشار الصحابة رضي الله تعالى عنهم
كتب "الموضوعات" میں اس رات کی عبادت، اس دن کے روزہ اور
اس میں بعثت کی سب روایات کو غیر مقبر قرار دیا گیا ہے۔

حکمی ابن السبکی عن محمد بن منصور السمعانی انه قال لم يرد
في استحباب صوم رجب على الخصوص سنة ثابتة والاحاديث التي
روى فيها واهية لا يفرج بها عالم (نيل الاوطار ص ۴۲۷)

وقال الحافظ رحمه الله تعالى في "تبیین العجب بما ورد في فضل
رجب" بعد انكاره على الروايات الباطلة في فضل رجب (ورويها)
في "جزء ابی معاذ" الشاة المروزي وفي "فضائل رجب" لعبد العزيز
الكتاني من طريق ختمه عن ابن شاذب عن مطر الوراق عن شمر
ابن حوشب عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال من صام يوم
سبع وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهرا وهو اليوم
الذي هبط فيه جبريل عليه السلام بالرسالة (وهذا) موقع في
ضعيف الاسناد وهو امثل ما ورد في هذا المعنى (تبیین العجب)
امام غزالي رحمه الله تعالى نے اسی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو احیاء العلوم میں مرفوعاً ذکر فرمایا ہے، امداد النفاویٰ میں ایک سوال
میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری تصنیف "مکاشفة القلوب"
سے بھی یہی روایت مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔

روایت "احیاء" کے ذیل میں عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حدثني ابی هريرة رضي الله تعالى عنه من صام يوم سبع وعشرين
من رجب كتب الله له صيام ستين شهرا وهو اليوم الذي هبط
رجب کا روزہ

فیہ جابر علیہ السلام علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ
ابوموسی المدنی فی کتابہ "فضائل اللیالی والایام" من روایۃ شہر
ابن حوشب عنہ (احیاء العلوم ص ۳۶۱ ج ۱)

اس روایت کی سند کی تحقیق کے لئے ابوموسی المدنی کی کتاب مذکورہ
کی جستجو کی گئی مگر کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوئی، بظاہر یہ روایت
وہی ہے جس کے بارے میں حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ دیرپوں تحریر کیا جا چکا ہے:
"یہ موقوف ہے، ضعیف ہے، اس سلسلہ میں کسی اور روایت میں
اس جتنی صلاحیت بھی نہیں۔"

اگر کوئی دوسری سند فرض کر لی جائے تو بھی اس میں شہر بن حوشب
تو ہے ہی جو ضعیف ہے۔ اس کے بارہ میں ضعیف کے علاوہ منکر
ساقط، لایحتمل بحدیث ولایتین بہ جیسے الفاظ بھی کہے گئے ہیں
(تہذیب التہذیب ص ۳۲۳ ج ۲)

علاوہ ازیں یہ روایت وجہ ذیل کی بنا پر بھی قابل قبول نہیں:

① سند رجب بالا احادیث مرفوعہ و آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
خلاف ہے۔

② معول ہے، اس لئے کہ اس میں اس دن کو مبدأ وحی بتایا
گیا ہے جو بالاتفاق غلط ہے۔

③ عوام اس روزہ کی فضیلت معراج کی وجہ سے سمجھتے ہیں حالانکہ
اس کا شب معراج ہونا مختلف فیہ ہے، اقوال مختلفہ میں سے کسی کے
لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔ اسکی تفصیل رسالہ "تحقیق شب معراج"
میں ہے۔

④ مذہب شیعہ میں ابتداء وحی اور معراج کی تاریخ ۱۲ رجب ہے
جیسا کہ ان کی کتاب "تحفۃ العوام" میں تحریر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ روایت کسی شیعہ نے وضع کی ہے۔

حاصل یہ کہ اس دن کا روزہ بدعت اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ارزی قعدہ ۱۴۰۸ھ



مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ قُلُّوا رُفٍّ (متفق علیہ)
”جو ہماری اس دین میں کوئی نئی بدعت نکالے گا جو اس میں نہیں وہ مردود ہے“



شرب معراج کو یقینی طور پر ۲۷ رجب قرار دینا جہالت ہے
اس بات میں عبادت کو زیادہ ثواب سمجھنا بدعت ہے

۲۷ رجب کو

عبادت کی رات سمجھنا، جہالت و بدعات کا مجموعہ

بدعت کیا ہے؟

بدعت! اللہ تعالیٰ کی حکومت کے مقابلہ

میں اپنی متنازع حکومت قائم کرنا ہے۔

بدعت! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے علم سے اپنے علم کو زیادہ قرار دینا ہے۔

بدعت! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ

تعالیٰ عنہم پر دین سے بجا عتنائی اور فکر

آخرت سے غفلت کا الزام ہے۔



تحقیق شب معراج

سوال : شب معراج ۲۷ رجب میں عبادت کا مستنون طریقہ کیا ہے؟ مفصل تحریر فرما کر ممنون فرمائیں، بیٹنوا تو جروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

شب معراج کے بارے میں چند غلط نظریات بہت عام ہو چکے ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے :

① ۲۷ رجب کو یقینی طور پر شب معراج قرار دینا۔

② شب معراج کو عبادت کی رات سمجھنا۔

③ عبادت کے لئے مخصوص اقسام کی تعیین۔

نظریہ اولیٰ کو تردید :

۲۷ رجب کو یقینی طور پر شب معراج قرار دینا سراسر غلط ہے، اس میں کئی اقسام کے بہت اختلافات ہیں، صرف تاریخ ہی میں نہیں بلکہ مبداً ہیں، سال میں، مہینے میں، تاریخ میں، دن میں، ہر ایک میں کئی کئی اقوال ہیں۔

مبدأ :

اس میں پانچ اقوال ہیں :

① بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم

② بیت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

③ حطیم

④ قریب حجر اسود

⑤ بین المقام و زمزم

سالہ اور اس کے اجزاء :

اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں :

- ① قبل البعثة
- ② بعد البعثة ایک سال چھ ماہ = رمضان
- ③ ۶۰۰ نبوی
- ④ بعد البعثة پانچ سال = ربیع الاول
- ⑤ ۱۰۰۰ نبوی
- ⑥ بعد البعثة دس سال = ربیع الاول
- ⑦ بعد البعثة دس سال تین ماہ = جمادی الآخرة
- ⑧ ۱۰۰۰ نبوی
- ⑨ قبل الهجرة چھ ماہ = رمضان
- ⑩ قبل الهجرة آٹھ ماہ = رجب
- ⑪ قبل الهجرة ایک سال = ربیع الاول
- ⑫ قبل الهجرة ایک سال دو ماہ = محرم
- ⑬ قبل الهجرة ایک سال تین ماہ = ذی الحجہ
- ⑭ قبل الهجرة ایک سال چار ماہ = ذی قعدہ
- ⑮ قبل الهجرة ایک سال پانچ ماہ = شوال
- ⑯ قبل الهجرة ایک سال چھ ماہ = رمضان
- ⑰ قبل الهجرة تین سال = ربیع الاول
- ⑱ قبل الهجرة پانچ سال = ربیع الاول

بعثت میں دو قول ہیں، ربیع الاول اور رمضان، ہجرت میں بھی دو قول ہیں، بعثت سے دس سال بعد اور تیرہ سال بعد۔ اس طرح عدد مذکور تقریباً دو گنا ہو جائے گا، نمبر ۶ میں نمبر ۱۱ اور نمبر ۸ میں نمبر ۱۲ اتنا نمبر ۱۲ داخل ہیں، معینہ انھیں مستقل اسی بنا پر شمار کیا ہے۔

ماہ :

اس میں آٹھ اقوال ہیں :

محرم، ربیع الاول، ربیع الآخر، رجب، رمضان، شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ۔ ان میں سے بعض مہینوں کے اقوال کی کتب سیرت میں تصریح ہے اور بعض سالوں کی مذکورہ فہرست سے التزاماً ثابت ہوتے ہیں۔

تاریخ :

اس میں نو سے زیادہ اقوال ہیں :

باب رد البدعات

۱۲ ربیع الاول، ۱۴ ربیع الاول، ۲۴ ربیع الاول، ۱۴ ربیع الآخر، ۲۴ ربیع الآخر، ۲۴ رجب، ۱۴ رمضان، ۲۴ رمضان، ۲۴ شوال۔

یہ نو اقوال پانچ مہینوں کی تواریخ میں ہیں، بقیہ میں ماہ محرم، ذی قعدہ، ذی الحجہ کی تواریخ منقول نہیں، اس طرح تواریخ میں مجموعہ اقوال نو سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

دلتا :

اس میں تین اقوال ہیں : جمعہ، ہفتہ، پیر۔

ان اقوال کثیرہ میں سے کسی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔

۲۴ رجب سے متعلق حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وقد اختار الحافظ عبد الغنی بن سرور المقدسی فی سیرتہ ان الاسراء

کان لیلۃ السابغ والعشرین من رجب وقد اورد حدیثا لا یصح سندہ ذکرنا

فی فضائل شہر رجب (بداية ص ۱۹ ج ۳)

غرضیکہ کوئی قول بھی کسی دلیل پر مبنی نہیں، اسب محض خیالات ہی خیالات ہیں۔

چونکہ اس رات یا دن سے متعلق کوئی حکم شرعی اور کسی قسم کی کوئی عبادت نہیں، اسلئے نہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اسکی طرف کوئی اشارہ فرمایا اور نہ ہی حضرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے دریافت کرنے کی ضرورت سمجھی، اسکی تعصین کو لغو قرار دیکر اس سے مکمل طور پر سکیوت اختیار کیا گیا، بلکہ وجہ فساد عقیدہ و بدعات ہونے کی وجہ سے اسکی طرف توجہ اور اسکی تحقیق کو گویا ناجائز قرار دیا گیا۔

اگر حفاظت دین کی یہ مصلحت پیش نظر نہ ہوتی تو کم از کم تجسس حالات حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حقوق و مقتضیات محبت ہی میں شمار کر کے اس کے بارے میں نحس صحابی نے سوال کر لیا ہوتا۔

اس بحث کے آخر میں ابوامامہ بن النقاش، علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمہم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی پڑھ لیجئے، مواہب لہ نہیہ مع شرح زرقانی میں تحریر ہے :

(واما لیلۃ الاسراء فلم یأت فی الحجیۃ العمل فیہا حدیث صحیح) ارادہ ما یشمل الحسن بدلیل قوله (ولا ضعیف) ولذلك لم یعینہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ ولا عینہا احد من الصحابة باسناد صحیح ولا ہم الی الان ولا یصح

(الی ان تقوم الساعة فیها شیء) لانه اذا لم یصح من اول الزمان لزوم ان لا یصح فی بقیتہ لعدم امکان تجدد واحد عادة یطلع علی ذلک بعد الزمن الطویل وهذا لا یشکل علیه ما قبله انه کان لیلۃ سبع عشرة او سبع وعشرین خلت من شهر ربیع الاول او سبع وعشرین من رمضان او من ربیع الآخر او من رجب و اختیار وعلیه العمل لان ابن النقاش لم ینف الخلاف فیها من اصلہ وانما نفی تعیین لیلۃ بخصوصہا للاسراء وانھا احکم (ومن قال فیها شیئاً فانما قال من کیس) ای من عند نفسه دون استناد لنص یعتمد علیہ (ما رجم ظہرہ استأنس بہ) لما جزم بہ (ولہذا) ای عدم اثبات شیء فیہا (تصادمت الاقوال فیہا وتباينت ولم یثبت الامر فیہا علی شیء ولو تعاقبت بها نفع للامة ولو ذرۃ) ای شیئاً قلیلاً لجد الالبینہ لہم نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم لانہا حریص علی نفعہم (التمہی) کلام الی امامتہ (زرقانی علی المواہب ص ۶۷۹)

کتنے وثوق و اعتماد کے ساتھ پوری دنیا کو متحدی اور چینج کر رہے ہیں کہ اس بارے میں تاقیامت کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی پیش نہیں کر سکتا۔
۲۷ رجب کی شہرت شیعیت کا اثر ہے، مذہب شیعہ میں ابتداء وحی و اسرار کی تاریخ ۲۷ رجب ہے۔ جیسا کہ ان کی مشہور کتاب ”تحفۃ العوام“ میں تحریر ہے۔
شیعہ قوم نے تبلیغ اور عیاری و مکاری میں خصوصاً مہارت کے ساتھ اپنے بہت سے عقائد و نظریات مسلمانوں کے دل و دماغ میں منہائی چابکدستی سے اس طرح اتار دیے ہیں کہ کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا، انکی فریب کاریوں کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے بعض کا بیان میرے رسالہ ”منکرات محرم“ میں ہے۔

نظریہ ثانیہ کی تردید:

عبادت کے لئے اس رات کی تخصیص کا کوئی ثبوت نہیں، لہذا اس کو خاص طور پر عبادت کی رات سمجھنا بدعت ہے۔

اگر دوسری مبارک راتوں کی طرح اس رات میں بھی عبادت کی کوئی فضیلت ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بیان فرماتے اور امت کو انکی ترغیب دیتے۔
ادھر مواہب لدنیہ اور شرح زرقانی سے ابوامامہ بن النقاش، علامہ قسطلانی اور

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور چیلنج نقل کیا جا چکا ہے کہ رہتی دنیا تک ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی نہیں مل سکتی۔

وقال العلامة الألوسی رحمہ اللہ تعالیٰ بعد نقل الاقوال المختلفة والأراء المضطربة فی تعیین ليلة الاسراء وهي علی ما نقله السفیر عن الجہود ورافضه الیائی حتی ليلة القدر (راوی قولہ) لعدم یشرع التعبد فیها والتعبد فی ليلة القدر مشروع الی یوم القيامة (روح المعانی ص ۳۷۷)

قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ وليلة سبع وعشرين منه وهي ليلة المعراج وفيها صلوة مأثورة فقد قال صلى الله عليه وسلم للعامل في هذه الليلة حسنة مائة سنة فمن صلى في هذه الليلة اثنتي عشرة ركعة يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن ويتشهد في كل ركعتين ويسلم في آخرهن ثم يقول سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر مائة مرة ثم يستغفر الله مائة مرة وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة ويدعو لنفسه بما شاء من امر دنياه وآخرته ويصبح صائماً فان الله يستجيب دعائه كله الا ان يدعو في معصية۔

قال العلامة العراقي رحمہ اللہ تعالیٰ: "حديث الصلوة المأثورة في ليلة السابع والعشرين من رجب" ذكر ابو موسى المديني في كتاب فضائل الليالي والايام "ان ابا محمد الجباري رواه عن طريق الحاكم ابي عبد الله من رواية محمد بن الفضل عن ابيان عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعاً، ومحمد بن الفضل وابان ضعيفان جداً والحديث منكر (احياء العلوم ص ۳۷۷ ج ۱) نظرياً ثالثه كونه تزويل؛

جب یہ ثابت ہو گیا کہ شب معراج میں کوئی عبادت مشروع نہیں اور اسکو عبادت کی رات سمجھنا بدعت ہے تو اس میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ متعین کرنا اور اسے مسنون سمجھنا بطریق اولیٰ بدعت شنیعہ اور بہت سخت گناہ ہے،





ایک نہایت اہم سوال

اور بہت زبردست اشکال

○ شبِ معراج کی تعیین میں تقریباً پچھتیس اقوال ہیں۔

○ اس قدر اہم اور ایسی مبارک رات کے بارے میں اتنا شدید اختلاف کیوں؟

○ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک رات کی تفصیل تو بیان فرمائی مگر اس کی تعیین سے مکمل سکوت کیوں اختیار فرمایا؟

○ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شب کو تلاش کرنے کی کوئی کوشش کیوں نہیں فرمائی؟ اس قدر بے اعتنائی کہ کسی ایک صحابی نے بھی اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھا۔

○ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدتِ محبت کی وجہ سے آپ کے وہ حالات بلکہ خدو خال تک بھی بہت غور سے دیکھتے تھے جن سے کوئی حکم شرع متعلق نہیں، غلبہ شوق سے ایک دوسرے سے پوچھتے، بتاتے اور باہم مذاکرہ کر کے لطف اندوز ہوتے، اس عشق و محبت کے باوجود انھوں نے شبِ معراج سے اس قدر بے اعتنائی کیوں برتی؟

جواب: اس کا جواب پوری دنیا سوچنے بیٹھے اور قیامت تک سوچتی رہے تو بھی اسکے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں نہ تو کسی خاص عبادت کا حکم فرمایا ہے اور نہ ہی اس میں عام عبادات کی کوئی فضیلت اور دوسری راتوں کی نسبت اجر و ثواب میں کوئی زیادتی بیان فرمائی ہے، اس لیے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعیین کی طرف توجہ کو بے سود اور لغو و عبث قرار دیا۔ اس جواب کے بعد بھی یہ اشکال بدستور باقی ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکم شرع وابستہ نہیں تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے خدو خال اور نقش و نگار کو بھی محض بمقتضائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب میں خرافات و بدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ستر باب کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔

دین اسلام کی اور بالخصوص اس مبارک رات کی خرافات و بدعات سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمودہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تلوّب میں انکار کردہ اس تدبیر کو بعد کے عاشقان رسولؐ نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، صراطِ مستقیم سے کھٹا انحراف کر کے ۲۷ رجب کی تعیین بھی خود ہی گھر بیٹھے کر لی پھر اس کو عبادت کی رات قرار دینے اور اس میں طرح طرح کی عبادات خود ایجاد کرنے کی بدعات بھی۔ واللہ ہوالعالم من الاحداث فی الدین۔

۸ شعبان ۱۳۱۰ ہجری





الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام

تمام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔“

مَنْ أَخْلَصَ فِي آمَنَاتِهِ أَمَّا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ كَرَّةٍ (متفق علیہ)

”جو ہر ایسا دین میں کوئی نئی بدعت نکالے گا جو اس میں نہیں وہ مردود ہے۔“

كُلُّ مَبْدُوءَةٍ ضَلَالٌ وَمَنْ كَلَعَ ضَلَالَةً فِي النَّارِ - (احمد، نسائی)

”ہر بدعت مگر ایسی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔“

رَضِينَا يَا اللَّهُ رَبَّنَا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

وَيُؤَيِّدُكَ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَامُ رَبِّيَا (بخاری)

”ہم اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو دین مان کر اور حضرت محمد صلی اللہ

علیہ آلہ وسلم کو نبی مان کر راضی ہیں۔“

بزد و ورع کوشش و صدق و صفا

ولیس کن میفرای بر مصطفیٰ کو

”بزد و تقویٰ اور صدق و صفا میں خوب کوشش کریں حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر زیادتی ہرگز نہ کری۔“





نصف شعبان کے فضائل و احکام میں معتدل کلام



دنیا و آخرت میں راحت و سکون کا نسخہ

قرآن و حدیث اور عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر مصیبت و پریشانی سے حفاظت اور راحت و سکون کا واحد ذریعہ صرف یہ ہے :
 ”اللہ تعالیٰ کی سب نافرمانیوں سے توبہ کر کے پوری زندگی اسلام کے مطابق بنائی جائے“

جن روایات میں اوقات مبارکہ میں عبادت یا بعض خاص اُوراد پر مصائب دنیویہ و اخرویہ سے نجات کی بشارات ہیں ان کا مطلب یہ ہے :

① اس نیت سے نفل نماز یا اُوراد پڑھے کہ ان کی برکت سے سب گناہ چھوڑنے اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانے کی ہمت پیدا ہو جائے۔

② ہر قسم کے گناہوں سے خوب ندامت سے استغفار کرے۔

③ مکمل دیندار بننے کے لئے پوری کوشش بھی کرتا ہے۔

④ دُعا کا بھی دائمی معمول بنائے۔

لہٰذا شرائط کے ساتھ نفل نماز یا اُوراد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گناہوں کا چھوڑنا اور پوری زندگی شریعت کے مطابق بنانا آسان ہو جائے گا تو ہر مصیبت سے نجات ملے گی۔

گناہوں سے بچنے بچانے کی فکر اور کوشش کے بغیر محض اُوراد و وظائف سے سکون مل جانے کا خیال بالکل غلط اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فیصلوں کے خلاف ہے۔



تحقیق شبِ برات

سوالہ : شیخ عبدالعزیز بن باز کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ پندرہویں شعبان کی کوئی فضیلت کسی حدیث سے ثابت نہیں، اپنی شام کی مختصرہ بدعت ہے، جبکہ یہاں کے علماء اسکے فضائل میں کئی احادیث بیان کرتے ہیں، اس کی حقیقت تحریر فرمائیں، بیخواتو سہروا

الجواب باسم اللہ العزیز

میں نے ۱۳ محرم ۱۴۱۲ھ میں اس کا مفصل جواب بنام ”عظمت شعبان“ لکھا تھا جو میرے رسالہ ”سات مسائل“ میں شائع ہوا تو اس کے بعض مباحث پر بعض علماء نے اشکال ظاہر کیا، اس لئے اس پر نظر ثانی کی گئی جس کا حاصل یہ ہے :

- ① اس رات کا نام ”شبِ برات“ کسی روایت سے ثابت نہیں۔
- ② اس میں نزولِ قرآن اور تقدیر کے فیصلے ہونے کے خیالات نصِ قرآن کے خلاف ہیں اس بارے میں کوئی روایت بھی ایسی قوی نہیں کہ اس کا قرآن سے تعارض رفع کرنے کے لئے مختلف بے بنیاد تاویلات بعیدہ تلاش کرنے پر محنت کی جائے (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۷ ج ۲)
- ③ اس میں اموات کو ایصالِ ثواب کی رسم بدعت ہے، بہشتی زیور اور اصلاحِ رسوم میں اس کی سنیت تحریر ہے مگر حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ نے امداد الفتاویٰ میں اس سے رجوع کا اعلان فرمایا ہے، حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔
- ④ قبرستان جا کر اموات کے لئے دُعا و مغفرت میں اختلاف ہے جسکی تفصیل امداد الفتاویٰ میں ہے، شیوخ بدعات و منکرات اور غلبہ فساد کے اس دور میں بالاتفاق ممنوع ہے۔
- ⑤ طویل بحث کے بعد اکابر علماء دیوبند و جمہوم اللہ کے آخری فیصلہ کی تحریر آگے آرہی ہے۔
- ⑤ اس دن کا روزہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، فقہ کی کسی کتاب میں بھی اس کا

کوئی ذکر نہیں، اس لئے اس کو سنت یا مستحب سمجھنا جائز نہیں،

۶) اس رات کی فضیلت میں اختلاف ہے، ایک جماعت کسی بھی قسم کی فضیلت کی منکر ہے جس کی تفصیل کتب ذیل میں ہے :

① احکام القرآن لابن العربی ص ۱۶۷ ج ۲

② الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۲۷ ج ۱۶

③ لطائف المعارف لابن رجب ص ۱۲۳

④ المحادث والبدع للطوطوشی ص ۱۳۰

⑤ تذکرۃ الموضوعات للبتنی ص ۳۵ ⑥ اقضار الصراط المستقیم لابن تیمیہ ص ۲۰

ان کتب کی عبارات آگے آرہی ہیں۔

جمہور انفراداً عبادت مطلقہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ اس رات میں کسی قسم کی عبادت کی تعیین نہ اس میں مختلف اقسام کی تقییدات و اجتماعات وغیرہ سب خرافات و بدعات ہیں، اس بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موضوعہ ہیں۔

④ بحث رواۃ بعض علماء کی تحریرات سے اعتماد اقل کی گئی تھی، ان علماء پر اعتماد کے علاوہ حوالجات کے مراجعہ سے تصدیق بھی کر لی، مزید تحقیق و تنقیح کی ضرورت نہ سمجھی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بحث نامکمل ہے، اس پر اعتماد نہ کیا جائے، بعض دوسری کتابوں میں بعض رواۃ کی تعدیل بھی منقول ہے جس کے مقابلہ میں روایات جرح بخروج ہیں۔ مذکورہ بالا نمبروں کی بالترتیب تفصیل :

② قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ :

ومن قال انھا لیلۃ النصف من شعبان کما روی عن عکوفہ فقد ابعث الذبحة فان نص القرآن انھا فی رمضان والحديث الذی رواه عبد اللہ بن صالح عن الالبیث عن عقیل عن الزہری اخبرنی عثمان بن محمد بن المغيرة بن الاخضر قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تقطع الاجال من شعبان الى شعبان حتی ان الرجل لیبکک و یولد له وقد اخرج اسمہ فی الموقی فهو حدیث موسیٰ ومثلہ لا یعارض بہ المصنوع (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۷ ج ۲)

تحقیق شبِ برات

”اور جس نے کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی جاتی ہے اس نے یقیناً بالکل بے محل بات کہی ہے، اس لئے کہ بلاشبہ نص قرآن ہے کہ یہ شب یقیناً رمضان میں ہے اور وہ حدیث جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے :

”ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کے فیصلے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ اسکا نام اموات میں لکھا ہوتا ہے“

یہ حدیث مرسل ہے، اس قسم کی روایات سے نصوص قرآن کا تعارض نہیں کیا جاسکتا؟

فیصلہ اکابر علماء دیوبند

(۳۳)



الفاظ حدیث اور تحقیق شراح سے اس قدر ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رات میں بقیع تشریف لیجانا اور دعا فرمانا بعض خصوصیات کی وجہ سے تھا جن میں سے اموات مسلمین کو بھی عموم رحمت و دعائے مغفرت میں شامل فرمانا تھا، اور اگرچہ یہ خسرج اور دعا عادت مستمرہ ہو تب بھی اس خاص رات کا خرُج اور دعا و دلیل استحباب دعا لاموات فی لیلة البراءة ہے، کیونکہ جیسا اس شب میں نزول رحمت خصوصیت کے ساتھ ہے جیسا کہ وارد ہوا :

ينزل فيها لغروب الشمس، الحديث

اسکا طرح آپ کا خرُج بھی دیگر لیائی کے خرُج سے ممتاز و خاص تھا، بہر حال اس قدر حدیث سے ضرور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بقیع میں تشریف لیجانے اور دعا میں مشغول ہونے کی یہ وجہ فرمائی :

ان الله تعالى ينزل ليلى النصف من شعبان، الحديث.

پس اس رات میں خروج الی القابرة و دعا لاموات بھی حدیث کا مدلول ہوا، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس کا التزام اور اس پر اصرار ٹھیک نہیں، اور جو خرابیاں اس پر متفرع ہیں

تحقیق شب براءت ————— ۵

وہ ظاہر ہیں، پس ان عوارض کی وجہ سے منع کرنا ہی احوط ہے۔

وہ در صدقہ و خیرات کے لئے یہ رات چونکہ ایک وقت متبرک و مقبول ہے، اس لئے کچھ مضائقہ اس میں نہ تھا، مگر عوام کے زعم تعین و تخصیص کی وجہ سے اس خصوصیت کو اٹھایا جاوے گا۔

حاصل یہ ہے کہ حکم صدقہ و خیرات کا مطلقاً ہے، جمیع اوقات اس کے محل ہیں خصوصاً اوقات و ازمنہ متبرکہ، مقبولہ میں زیادہ تر امید قبولیت ہے، لیکن دوسرے وجوہ سے اس خصوصیت کو منع کیا جاوے گا، دعا و اموات جو اس رات میں ثابت ہے اس پر قیاس کر کے خصوصیت صدقہ و خیرات ثابت کرنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرمایا ہے اس کا نقل کر دینا مناسب ہے :

(فقال ان الله تعالى ينزل) ای من الصفات الجلالية الى النعوت الجمالية زيادة ظهور في هذا التجلي از قد ورد في الحديث سبقت رحمتي على غضبي وفي رواية غلبت (ليلة النصف من شعبان) وهي ليلة البركة ولعل وجه تخصيصها لاهل ليلة مباركة نفيها يغفر كل امر حكيم ويد بر كل خطبة عظيم بما يقع في السنة كلها من الاحياء والامانة وغيرهما حتى يكتب الحجاج وغيرهم الى السماء الدنيا) ای قاصدا الى السماء القريبة من اهل الدنيا المتلوثين بالمعصية المحتاجين الى انزال الرحمة عليهم واذ يال المغفرة وظاهر الحديث ان هذا النزول المكنى به عن التجلي الاعظم ونزول الرحمة الكبرى والمغفرة للعامة لا سيما اهل البقيع بعد هذه الليلة فتمت از بذلك على سائر الاليان اذ النزول الوارد فيها خاص بثلاث الليل (فيغفر لاكثر من عدد شعرة غنم كلب) ای قبيلة بنى كلب وخصهم لانهم اكثر غنما من سائر العرب، نقله الابهرى عن الازهار ان المراد بغفران اكثر عدد الذنوب بالمغفرة لاعداد اصحابها وهكذا رواه البيهقي، اما ال حديث الاخر فيغفر لجميع خلقه فالمراد اصحابها، والحاصل ان هذا الوقت زمان التجليات الرحمانية والتنزلات الصمدية والتقربات السبحانية الشاملة للعام والخاص وان كان الخط الاول لا يارب باب الاختصاص فالمناسب الاستيقاظ من نوم الغفلة والتعرض

لنفعات الرحمة واذا رئيس المستغفرين ورائس المسترحمين وشفيع المذنبين بل درجۃ العالمین خصوصاً اموات المسلمین من الانصار والمہاجرین فلا یبقی لی الا ان اکون مثلاً بین یدی نبی ادعوا بالمغفرۃ لاسمعی واطلب زیادۃ الرحمة لذاتی فانه لیس لاحد ان یتغنی عن نعمک او یتکلف عن عبادتک والتعرض لخرائن رحمۃ وقد اراد اللہ للک الخیر بالقیام وترك المنام ومتابعة سید الانوار و حصول المغفرۃ ببرکۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہی (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) فقط۔

کتبہ عزیز الرحمن عثمانی رحمہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ

احقر اشرف علی عرض رسا ہے کہ اسکے ساتھ ایک پرچہ بھی تھا اس میں لکھا تھا :
”بندہ نے جو کچھ اسکے متعلق لکھا ہے بڑے مولانا یعنی حضرت مولانا محمود حسن صاحب کلمہ کو سنا لیا ہے۔“

اور خلاصہ اس فیہ لدیو بند کا یہ ہے :

”احقر کے دعوے کے دو جزو تھے۔“

ایک یہ کہ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وال ہے من وجہ تخصیص نیلۃ الابرار
بالدعا لاموات پر۔

دوسرا یہ کہ اس دعا پر دوسرے طرق ایصال ثواب کو قیاس کیا جاسکتا ہے، اسی فیصلہ میں جزو اول کو ثابت رکھا ہے مگر عوارض کے سبب خروج الابرار کے منع کو احوط کہا ہے۔

۱۔ اور بعض علماء متاخرین کی تصریح بھی اس کی مؤید ہے، جیسا کہ دیو بند کے ایک کاوڈ
مرقومہ ۱۳ رمضان المبارک میں حضرت نجیب محمد مرج نے یہ عبارت لکھی ہے :
”یہ خیال رہا کہ فقہاء نے بھی نیلۃ الابرار میں کہیں زیارت قبور کا استحباب لکھا ہے یا نہیں؟ تلاش کرنے کی فرصت نہ ہوئی اور جو کہیں دیکھا گیا تصریح نہ ملی، ائمہ
مولانا عبد الحلیم لکھنوی نے رسالہ نور الایمان میں ایک غیر معروض کتاب غزالی کے
کے حوالہ سے اس شب میں استحباب زیارت قبور نقل فرمایا ہے اور اس پر حرج
سے استدلال کیا ہے۔“

اور دوسرے جزو کی نفی کی ہے، پس میں اپنے دعوے کے جز ثانی سے رجوع کرتا ہوں اور جز اول کے ثبوت کے بعد بھی خروج الی المقبرۃ کے منع کو احوط سمجھتا ہوں اور حضرات علماء کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے میری رہبری فرمائی۔

ناظرین ”اصلاح الرسوم“ بالخصوص اس پر مطلع ہو جائیں، اور اگر ”اصلاح الرسوم“ کیس طبع کی جاوے اس پر میرا یہ رجوع بطور حاشیہ کے لکھ دیا جاوے، فقط

۱۲۲۳ھ

(امداد الفتاویٰ ص ۲۶ ج ۲)

① ② قال الامام ابن العربي رحمہ اللہ تعالیٰ :

”جمہور العلماء علی انھا لیلة القدر ومنہم من قال : انھا لیلة النصف من شعبان وهو باطل لان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ الصادق القاطع : ”شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن“ فنص علی ان میقات نزولہ رمضان ثم عبر عن زمانیة اللیل ہرما بقولہ ”فی لیلة مبارکة“ فمن زعم انہ فی غیرہ فقد اعظم القرینہ علی اللہ ، ولیس فی لیلة النصف من شعبان حدیث یعول علیہ لا فی فضلہا ولا فی نسخ الاجال فیہا فلا تلتفتوا الیہا (احکام القرآن ص ۱۲۳) ”جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ لیلة القدر ہے، اور بعض کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی رات۔ یہ خیال بالکل باطل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے :

”شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن“

سوالہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے، پھر یہاں شب نزول قرآن کو ”لیلة مبارکة“ سے تعبیر فرمایا، سو جس نے غیر رمضان میں نزول قرآن کا خیال ظاہر کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا فترا کیا، شب نصف شعبان کے بارے میں کوئی قابل اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں، اس لئے اس رات کی طرف کوئی التفات نہ کرو۔

② قال الامام القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ :

قلت : وقد ذکر حدیث عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطلو لا صاحب کتاب العروس، وحقاً

ان اللیلة التي یفرق فیہا کل امرحکیم لیلة النصف من شعبان، وانہا تسمى لیلة البراءة، وقد ذکرنا قولہ والرد علیہ فی غیر ہذا الموضع، وان الصحیح انما ہی لیلة القدر علی ما بیننا، روى حماد بن سلمة قال اخبرنا ربيعة بن كلثوم قال : سألت رجلاً من أهل الحسنة وإذا عنت فقال : يا أبا سعيد، رأيت ليلة القدر في كل رمضان هي ؟ قال : اي والله الذي لا اله الا هو، انها في كل رمضان، انها الليلة التي يفرق فيها كل امرحکیم، فیہا یقضى الله كل خلق واجل ورزق وعمل الى مثلها، وقال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما : يكتب من ام الكتاب في ليلة القدر ما يكون في السنة من موت وحياة ورزق ومطر حتى الحج ، يقال يحج فلان ويحج فلان، وقال في هذه الآية : انزلنا من الرجل يمشي في الاسواق وقد وقع اسمه في الموتى، وهذه الابانة لاحكام السنة انما هي للمليكة الموكلين باسباب الخلق، وقد ذكرنا هذا المعنى انفاً، وقال القاضى ابو بكر بن العربى : وجهور العلماء على انها ليلة القدر، ومنهم من قال : انها ليلة النصف من شعبان، وهو باطل لان الله تعالى قال في كتابه الصادق الفاظ : "شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن" فنص على ان ميقات نزوله رمضان، ثم عین من زمانه الیك ههنا بقوله : "في ليلة مباركة" فمن زعم انه في غيره فقد اعظم الفرية على الله، وليس في ليلة النصف من شعبان حديث یعول علیہ لافي فضلها ولا في نسخ الاجال فیہا فلا تلتفتوا الیہا (الجامع لاحكام القرآن ج ۱۶ ص ۱۶)

"کتاب العروس کے مصنف نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے طویل حدیث نقل کی ہے اور کہا ہے کہ آیت کریمہ : "فیہا یفرق کل امرحکیم" سے شب نصف شعبان مراد ہے، اس میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، اور اسکا نام "لیلة البراءة" ہے ہم نے اس کے اس خیال پر دوسری جگہ رد کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ لیلة القدر ہے۔ حماد بن سلمہ نے کہا کہ ہمیں ربیعہ بن کلثوم نے بتایا کہ ایک شخص نے میرے سامنے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا : "کیا لیلة القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے؟"

انہوں نے فرمایا :

”ہاں ! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ! بلاشبہ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ یہی وہ رات ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں فیہا یفرق کل امر حکیمہ وارد ہے، اسی میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی رات میں پیداؤں، موت، رزق اور کام وغیرہ ہر چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں۔“

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

”لیلة القدر میں لوح محفوظ سے سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہے لکھا جاتا ہے، موت، حیات، رزق و بارش حتیٰ کہ یہ بھی کہ فلاں فلاں شخص حج کرے گا، تو کسی کو بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھتا ہے حالانکہ اس کا نام اموات میں لکھا جا چکا ہے اور یہ سال بھر کے احکام کا اظہار ان ملائکہ کے لئے ہوتا ہے جن کے سپرد اسباب خلق ہیں۔“

اور قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا ہے :

”جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ لیلة القدر ہے اور بعض کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی رات۔ یہ خیال بالکل باطل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے :

”شھارہ رمضان الذی نزل فیہ القرآن“

سو اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہے کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے، پھر یہاں شب نزول قرآن کو ”لیلة تبارک“ سے تعبیر فرمایا، سو جس نے غیر رمضان میں نزول قرآن کا خیال ظاہر کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا افتراء کیا، شب نصف شعبان کے بارے میں کوئی قابل اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں، اس لئے اس رات کی طرف کوئی التفات نہ کرو۔“

(۳) قال الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ :

”دلیلة النصف من شعبان كان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان و
مكحول ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويعتقدون فيها في العباد و

عنہم ما خذ الناس فضلها وتعظیمها وقد قیل ان، بلغہم فی ذلک اشار
اسرائیلیۃ فلما اشتهر ذلک عنہم فی البلدان اختلفت الناس فی ذلک فعنہم
من قبلہ منہم ووافقہم علی تعظیمہا منہم طائفتہ من حباد اہل البصرۃ وغیرہم
وانکر ذلک اکثر علماء الحجۃ منہم عطاء و ابن ابی ملیکۃ ونقلہ عبد الرحمن بن
زید بن اسلم عن فقہاء اہل المدینۃ وهو قول اصحاب مالک وغیرہم وقالوا
ذلک کلمۃ بدعۃ واختلف علماء اہل الشام فی صفۃ احیائہا علی قولین احدہما
انہ یستحب احیاءہا جماعۃ فی المساجد کان خال بن معدان ولقمان بن عامر
وغیرہما یلبسون فیہا احسن ثیابہم ویتبخرون ویکتحلون ویقومون فی المسجد
لیلۃ ہر تلک ووافقہم اسحق بن راہویہ علی ذلک وقال فی قیامہا فی المساجد
جماعۃ لیس ذلک بدعۃ، نقلہ عنہ حرب الکرمانی فی مسائلہ، والثانی انہ یکبر
الاجتماع فیہا فی المساجد للصلوۃ والقصر والدعاء ولا یکبر ان یصلی الرجل
فیہا الخاصۃ بنفسہ وهذا قول الاوزاعی امام اہل الشام وفقہہم ومالہم وهذا
هو الاقرب ان شاء اللہ تعالیٰ وقد روی عن حمید بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ انہ
کتب الی عاملہ الی البصرۃ علیک باریع لیلای من السنۃ فان اللہ یفرغ فیہن الرحمة
افراناً اقل لیلۃ من رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الفطر ولیلۃ الاضحیٰ فی
صحیحہ عنہ نظراً قال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلغنا ان الدعاء یستجاب فی خمس لیل
لیلۃ الجمعة والعیدین واول رجب ونصف شعبان قال واستحب کل ما حکیت فی ہذہ اللیل
والایم عن الامام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کلام فی لیلۃ نصف شعبان ویخرج فی استحب قیامہا
عنہ روایتان من الروایتین عنہ فی قیام لیلای العیدین فانہ فی روایتہم یستحب قیامہا جماعۃ لانه
لم یقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستحبہا فی روایتہ لعل عبد الرحمن
ابن یزید بن الاسود لذلک وهو من التابعین فکل ذلک قیام لیلۃ النصف لم یشہد فیہا
شیء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن اصحابہ وثبت فیہا عن طائفتہ من التابعین
من احیان فقہاء اہل الشام (طائفتہ المعارف ص ۱۳۷)

”شام کے بعض تابعین جیسے خالد بن معدان، بحول، لقمان بن عامر وغیرہم شب
نصف شعبان کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرتے تھے،

انہی سے لوگوں نے اس رات کی فضیلت اور عظمت کو لے لیا، اور وثوق سے کہا گیا ہے کہ ان کو اس بارے میں اسرائیلی روایات پہنچی ہیں، جب ان کا یہ عمل مختلف شہروں میں مشہور ہو گیا تو علماء نے اس میں اختلاف کیا، بعض نے قبول کر لیا اور اس رات کی تعظیم میں ان سے موافقت کی، ان میں بصرہ کے عابدین وغیرہم کی ایک مختصر سی جماعت ہے، اور اکثر علماء حجاز نے اس سے انکار کیا، ان میں عطاء را در ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ تعالیٰ بھی ہیں، عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فقہا و مدینہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب اور دوسرے فقہا و رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ سب بدعت ہے، پھر اس شب میں عبادت کے بارے میں اہل شام کے دو قول ہیں:

ایک یہ کہ مساجد میں باجماعت نوافل پڑھے جائیں، خالد بن معدان اور یحییٰ ابن عامر وغیرہ اس رات عمدہ لباس پہنتے تھے، خوشبو لگاتے، سرمہ لگاتے اور مسجد میں باجماعت نوافل پڑھتے، اسحق بن راہویہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے، فرماتے ہیں کہ مسجد میں باجماعت پڑھنا بدعت نہیں۔

دوسرا قول یہ کہ مساجد میں نماز، وعظ اور دعا کے لئے اجتماع مکروہ ہے، انفرادی نماز پڑھنا مکروہ نہیں، یہ قول اہل شام کے امام، نقیبہ، عالم، امام ازہعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، اور یہی سنت سے قریب تر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے بصرہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا:

”چهار راتوں میں عبادت سنت ہے، ان راتوں کا اہتمام کرو، ان میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت برساتے ہیں، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات“

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس روایت کی صحت مخدوش ہے،

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمیں خبر پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ جمعہ، عیدین، رجب کی پہلی اور نصف شعبان کی راتیں، ان راتوں کے بارے میں جو باتیں بھی نقل کی

گئی ہیں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں ۷

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کی رات کے بارے میں کوئی تصریح معروف نہیں، آپ سے عیدین کی راتوں کے بارے میں دو روایتیں ہیں :
ایک روایت میں باجماعت قیام کو پسند نہیں فرمایا اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔

دوسری روایت میں اس کو پسند فرمایا ہے، اس لئے کہ عبد الرحمن بن یزید بن الاسود رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے اور آپ تابعی ہیں، اور اکابر فقہاء اہل شام میں سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت سے بھی ثابت ہے ۸
(۴) وقال الامام ابو بکر الطرطوشي رحمه الله تعالى عنه :

وروي ابن وضاح عن زبيل بن اسلم رحمه الله تعالى قال : ما ادر كنا احلاما من مشيختنا ولا فقهاءنا يلتفتون الى النصف من شعبان ولا يلتفتون الى حديث مكحول ولا يرون لها فضلا على ما سواها ،

وقيل لابن ابى مليكة ان زياد النميري يقول ان اجريلة النصف من شعبان كاجريلة القدر ، فقال : لو سمعته وبيلدي عصا لضربتہ ، وكان زياد قاصدا للحادث والبلاص ص ۱۳۰

”زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”ہم نے اپنے شیخ و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو نصف شعبان یا حدیث مکحول کی طرف کوئی التفات کرتا ہو، یہ حضرات اس رات کی دوسری عام راتوں پر کوئی فضیلت نہیں سمجھتے تھے۔

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ زیاد النمیری کہتا ہے :

”شب نصف شعبان کا اجریلۃ القدر کے برابر ہے“

یہ سن کر ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

”اگر میں اس کو یہ کہتے سنوں اور میرے ہاتھ میں لاشی ہو تو اس کو لاشی سے

ماروں“ ————— یہ زیاد قصہ خوان تھا“

(۵) وقال العلامة محمد طاهر البتني رحمه الله تعالى :

تحقیق شب برات ————— ۱۳

قال زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ : ما ادرکت احدنا من مشایخنا وفقہائنا يلتفتون الى ليلة البراءة وفضلها على غيرها وقال ابن دحية : احاديث صلوة البراءة موضوعة وواحد مقطوع ومن عمل بمخبرهم انه كذب فهو من خدام الشيطان (تذكرة الموصوفات ص ۲۵)

زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

”ہم نے اپنے مشایخ وفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کو بھی شبِ برات کی فضیلت کی طرف التفات کرتے نہیں پایا“
ابن دحیہ فرماتے ہیں :

”صلوة برات کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موضوعہ ہیں اور ان میں سے ایک مقطوع ہے، جو شخص ایسی روایت پر عمل کرتا ہے جس کا جھوٹ ہونا ثابت ہو جائے وہ شیطان کے خادموں سے ہے“
(۶) آخر میں ”الحاق“ کے تحت ہے۔

ائمۃ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ :

ادب نمبر ۶ کے تحت نمبر ۳ میں حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق شبِ نصف شعبان سے متعلق ائمۃ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی تفصیل یہ ہے :

حضرت امام اعظم اور آپ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ :

ائمۃ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی سے بھی نصف شعبان کے بارے میں کوئی قول منقول نہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ سے بھی کوئی قول منقول نہیں۔

اصحاب مالک رحمہم اللہ تعالیٰ :

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ اس شب کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ :

آپ فرماتے ہیں :

”ہمیں خبر پہنچی ہے میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں“

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پورے کلام پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خیال بعض تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پر مبنی ہے، آپ کے علم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی روایت نہ تھی اس پر شواہد یہ ہیں :

① بلغنا "ہمیں خبر پہنچی ہے"

آپ کے علم میں کوئی حدیث ہوتی یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی قول ہوتا تو بیان فرماتے۔
② واستحب کل ما حکیت فی ہذا اللیالی

"ان راتوں کے بارے میں جو باتیں بھی نقل کی گئی ہیں میں ان کو مستحب سمجھتا ہوں" اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کا قول استحباب صرف بعض تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے پہنچنے والی روایات پر مبنی ہے، پھر وہ روایات بھی کسی پختہ سند سے آپ تک نہیں پہنچیں، "روایت" ضیفہ ضعیف ہے، یہاں وہ بھی نہیں اس کی بجائے "حکیت" ہے جو اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

اور رجب کی پہلی اور عیدین کی راتوں میں عبادت کی تفصیلات کے بارے میں کوئی روایت بھی قابل قبول نہیں،

قال الحافظ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ :

کل حدیث فی ذکر صوم رجب وصلاة بعض اللیالی فیہ فہو کذب مفتر

(المنار المنیف ص ۹۶)

"ہر وہ حدیث جس میں رجب کے روزے اور اس کی کسی رات میں نماز کا ذکر ہے وہ جھوٹ اور افتراء ہے۔

علامہ شوکانی اور دوسرے ناقدین حدیث کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

قال العلامة الالبانی :

(من احیای لیلۃ الفطر و لیلۃ الاضحیٰ لعمیت قلبہ یوم تموت القلوب) موضوع

(سلسلة الضعیفة والموضوعة ص ۳۳)

"جس نے عیدین کی راتوں میں عبادت کی اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مریں گے، یہ حدیث موضوع ہے"

وقال ایضاً:

”من قام لیلۃ العیدین محسباً للہ لم یمت قلبہ یوم تموت القلوب“ ضعیف جداً

(حوالہ بالا)

”جس نے اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے عیدین کی راتوں میں نماز پڑھی اس کا دل نہیں

مرے گا جس دن دل مریں گے، یہ حدیث بہت زیادہ ضعیف ہے۔“

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ سے کوئی روایت منقول نہیں،

یہ امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۹۵ھ کی تحقیق ہے مگر محمد بن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ

متوفی ۷۹۵ھ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے فضیلت کی روایت منقول ہر دفعہ:

وليلة النصف لها فضيلة في المنقول عن احمد رحمه الله تعالى، وقد روى احمد و

جماعة من اصحابنا وغيرهم في فضلها اشياء مشهورة في كتب الحديث

(كتاب الفروع، كتاب الصيام ۳: ۱۱۸)

یہ دونوں حضرات ضعیلی ہیں اور دونوں ایک ہی زمانہ میں گزرے ہیں اور دونوں ایک

ہی شہر دمشق کے رہنے والے ہیں، ابن مفلح مقدسی شمس دمشق ہیں اور ابن رجب بغدادی

شمس دمشق۔ اس کے باوجود اپنے امام سے روایت کے بارے میں اختلاف ہے، رفع تعارض

کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں:

① فی المنقول عن احمد سے روایت مذہب مراد نہیں، روایت حدیث مراد ہے لکھا

ہوئے اس میں قولہ ”کتب الحدیث“ روایت حدیث روایت مذہب کو مستلزم نہیں۔

② قیام نصف شعبان کی کوئی مستقل روایت نہیں بلکہ اس کی تخریج قیام لیلۃ

العیدین سے کی گئی ہے، لکھا قال ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

③ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ زیادہ شہور اور زیادہ مقبول ہیں، اس لئے انکی تحقیق راجح

معلوم ہوتی ہے۔

ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ابن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے بیس سال بعد

ہوئی ہے، اس کے باوجود وہ روایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے

کہ وہ قول ابن مفلح رحمہ اللہ تعالیٰ کے محل سے بخوبی واقف ہو گئے، خواہ وہ ان دو محامل میں سے

کوئی بد جو میں نے لکھے ہیں یا کوئی اور۔

اگر امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی روایت ہو بھی تو وہ اتنی غیر معروف ہے کہ تفسیری صدی کے وسط سے آٹھویں صدی کے آخر تک سارے پانچ سو سال کے طویل عرصہ میں بھی مذہب حبشی کے جلیل القدر امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکی۔

دوسرا اختلاف :

ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۹۵ھ کی تحقیق مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہاء اہل مدینہ، اصحاب مالک اور اکثر علماء حجاز نفس فضیلت ہی کے منکر ہیں اور نجم غیٹی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات نفس فضیلت کے منکر نہیں صرف اجتماع واحتمال کو بدعت قرار دیتے ہیں، انفرادی استصحاب کے قائل ہیں۔ کذا نقل عنہ الزیلعی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۲۰۵ھ فی الاحکام (۳: ۲۲۷)

وکن اقال الشریعہ فی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۰۹۹ھ ولہ یعزہ الی الحد (مراقی الفلاح ص ۱۹۱) تطبیق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی لہذا صورت ترجیح ہی متعین ہے، ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ مذہب کے مشہور امام ہونے کے علاوہ بیاطر زمان و درجہ بھی بہت متقدم ہیں، نجم غیٹی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۹۲ھ دو سو سال بعد گزرے ہیں، پھر آپ سے ناقل ”زبیری“ تک تین سو سال کا فاصلہ ہے، اگر غیٹی کی کسی کتاب میں ہے تو وہ ابن رجب کی کتاب جیسے معروف نہیں۔

شریعی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ سے تین سو سال بعد گزرے ہیں، آپ نے کوئی حوالہ بھی تحریر نہیں فرمایا، ممکن ہے کہ نجم غیٹی ہی سے نقل کیا ہو، جس کا حال ادھر لکھا جا چکا ہے، اس لئے یہ قول امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اس اختلاف کا اس حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کی فضیلت کے بارے میں کسی قسم کی کوئی روایت نہیں۔

یہ تحقیق ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے متعلق تھی، اس میں شبہ نہیں کہ چاروں ائمہ کے جمہور متقدمین نفس فضیلت کے قائل ہیں۔

روایت حدیث :

قال الامام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ :

وفي فضل ليلة نصف شعبان احاديث اخر متعدده وقد اختلف فيها فضعفها الاكثر وصح ابن حبان بعضها وخوجه في صحيحه من امثلها حديث عائشة رضي الله تعالى عنها قال

فقدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بخبرہ الامام احمد والترمذی وابن ماجہ و ذکر الترمذی عن
البخاری انہ ضعیفہ (لطائف المعارف ص ۱۲۳)

”شب نصف شعبان کی فضیلت میں اور متعدد احادیث ہیں جن میں اختلاف ہے، اکثر محدثین
نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن حبان نے ان میں سے بعض کو صحیح کہا ہے اور اپنی کتاب
”صحیح ابن حبان“ میں ذکر کیا ہے، ان میں سب سے بہتر حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔
اس حدیث کی تخریج امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کی ہے، امام بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔“

اس سے ثابت ہوا کہ جس حدیث کو ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سمجھ کر اپنی کتاب میں درج
فرمایا ہے وہ اس حدیث سے بھی زیادہ ضعیف ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ضعیف قرار دیا ہے۔
ضعیف حدیث کے حکم کی تفصیل رسالہ ”حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں مفاسد“ میں ہے۔

الحاق :

بوقت تحریر منکرین فضیلت کی تفصیل سے متعلق پانچ کتابیں سامنے تھیں جن کی عبارات
لکھی جا چکی ہیں، تکمیل تحریر کے بعد چھٹی کتاب اقضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ میں بھی منکرین
تفضیل کا بیان مل گیا جو درج ذیل ہے :

⑥ قال الامام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ :

ومن العلماء من السلف من اهل المدينة وغيرهم من الخلف : من انكر فضائلها
وطعن في الاحاديث الواردة فيها كحديث " ان الله يغفر فيها لاکثر من عدد شعير
عنهم بنی کلبہ " . وقال : لا فرق بينهما وبين غيرها .

نکتہ الذی علیہ کثیر من اهل العلم واكثرهم من اصحابنا وغيرهم : علی تفضيلها،
وعليه يدل نص احمد رحمه الله تعالى ، لتعدد الاحاديث الواردة فيها ، وما يصدق
ذلك من الآثار السلفية وروى بعض فضائلها في السانيد والسنن ، وان كان قد
وضع فيها اشياء اخر . فاما صوم يوم النصف مفردا فلا اصل له بل افرادة مكررة
(اقضاء الصراط المستقیم منکذا)

”اہل مدینہ سے علماء سلف اور غیر اہل مدینہ سے بھی بعض علماء خلف نے اس
رات کی فضیلت کا انکار کیا ہے اور اس بارے میں احادیث واردہ کو ناقابل

اعتبار قرار دیا ہے،

لیکن بہت سے یا اکثر اہل علم اس کی فضیلت کے قائل ہیں، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، اس بارے میں متعدد احادیث اور آثار سلف کی وجہ سے، اس رات کے بعض فضائل مسانید و سنن میں مروی ہیں، اگرچہ اس میں یقیناً کئی خود ساختہ اور منگھڑت چیزیں بھی دخل کر دی گئی ہیں۔ اس دن کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ تنہا اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس سے اسوہ ذیل ثابت ہوئے :

① امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت تفضیل کا ثبوت،

تاہم یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۷۲۸ھ میں ہوئی ہے اور امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ۷۹۷ھ میں۔ ستر سٹھ سال کی طویل مدت میں بھی یہ روایت امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ پائی جبکہ آپ مذہب حنبلی کے مشہور امام ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بہت ہی غیر معروف ہے اسی لئے امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ولا يعرفہ للامام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کلام" فرمایا ہے۔

② اس سے امام ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کی مزید تائید ہو گئی اور یہ حقیقت مزید واضح ہو گئی کہ علماء مدینہ و اصحاب مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نفس فضیلت کے منکر ہیں، ختم غیبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ خیال صحیح نہیں کہ یہ حضرات صرف اجتماع و احتفال کے منکر ہیں نفس فضیلت کے قائل ہیں۔ علامہ طروش اور علامہ پشی رحمہما اللہ تعالیٰ کی تحریرات میں بھی نفس فضیلت کے انکار کی تصریح گزر چکی ہے اور زید بن اسلم رحمہ اللہ کا یہ ارشاد بھی :

مَا اَدْرَكَتْ اِسْلَامًا مِنْ مَشَائِخِنَا وَفُقَهَائِنَا يَلْتَقُونَ اِلَى لَيْلَةِ الْاِبْلَاءِ وَفَضْلَهَا عَلَى غَيْرِهَا۔
 "ہم نے اپنے مشایخ اور فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پایا جو شبِ برات کی طرف کوئی التفات کرتا ہو اور اس کو دوسری راتوں پر فضیلت دیتا ہو۔"

زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بہت جلیل القدر تابعی اور بہت بڑے محدث و فقیہ ہیں، آپ کے مشایخ و فقہاء حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کبار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں، اور اسلاف فقہاء مدینہ یہی حضرات ہیں، اس لئے کہ آپ مدنی ہیں۔ واللہ اعلم و تعالیٰ اعلم۔

۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ ہجری

شبِ برارت اور مسلمان

== اس زمانہ کے مسلمانوں کا ذوق ==

○ ترک منکرات و معاصی ظاہرہ و باطنہ کی بجائے صرف فضائل کی طرف توجہ اور دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے لئے اسی کو کافی سمجھنا، بلکہ اسی سے ولایت کے تمام درجات حاصل کر لینا۔

○ فضائلِ ماثورہ کو چھوڑ کر خود ساختہ فضائل اور روایات موضوعہ کا اتباع۔

== صراطِ مستقیم ==

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے مطابق دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و کامرانی کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کی جائے،

کی کر اللہ بکثرت جاری رکھنے کا اہتمام کیا جائے اور عبادتِ نافلہ زیادہ سے زیادہ کی جائیں مگر طریقِ مسنون کے مطابق سے

بزد و ورع کوش و صدق و صفا

و لیکن میفرمائے بر مصطفیٰ !



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شبِ برات میں شیعہ کی خباثت

سوال : شبِ برات میں حلوا پکانے اور آتش بازی کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے؟ بیٹنوا تو جدوا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

اس رات کا نام ”شبِ برات“ کسی حدیث سے ثابت نہیں، اس شب میں استغفار و توبہ پر مغفرت اور عذابِ جہنم سے نجات کے بارے میں ضعیف روایات ہیں؛ شاید اس وجہ سے اس کا نام ”شبِ برات“ مشہور ہو گیا ہو، برات بمعنی نجات۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ نام شیعہ نے رکھا ہے، وہ اس میں حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرا کرتے ہیں اس لئے اسے ”شبِ برات“ کہتے ہیں یعنی ”تبرائی رات“ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ”تبرا“ کی جگہ اسی کا ہم معنی لفظ ”برات“ لگا کر مسلمانوں میں پھیلا دیا۔

یہ خیال کچھ بعید نہیں بلکہ قرین قیاس ہے، اس لئے کہ یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ شیعہ نے بذریعہ تقیہ اور مکر و فریب اپنے مذہب کے بہت سے عقائد مسلمانوں کی قلوب کی گہرائیوں میں اس طرح اتار دیئے ہیں اور راسخ کر دیئے ہیں کہ مسلمان ان کو بلاشبہ عقائدِ اسلام سمجھ رہے ہیں اور بیشتر باتیں نہایت مکاری و عیاری سے مسلمانوں میں اس طرح عام پھیلا دی ہیں کہ ان کو اس کا کوئی شعور نہیں، ان میں سے صرف چند مثالیں رسالہ ”منکراتِ محرم“ میں ہیں۔

شیعہ کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی شب میں ان کے امام مہدی کی

ولادت ہوئی ہے اس لئے وہ اس رات اور دن کو بہت مبارک سمجھتے ہیں، ولادتِ امام کی خوشی میں حلو اور آتش بازی کرتے ہیں، پٹاخے چھوڑتے ہیں اور امام مہدی کے خلیفہ سوم حسین بن روح کے نام پر چوں میں اپنی حاجات لکھ کر کنوئیں یا دریا میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ ان کی درخواستیں امام مہدی کے ہاں پیش کرے۔

نصف شعبان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ و عمل بہت مشہور اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے، جن میں سے کتاب "تحفۃ العوام" اس زمانے میں بہت مشہور و مقبول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ولادت مہدی کا خیال ہی سرے سے باطل اور ان کا من گھڑت افسانہ ہے چہ جائیکہ اس کی نصف شعبان کی طرف نسبت۔ مذہب شیعہ میں تیسرے امام "حسین" کے سوا ہر امام کا امام سابق کی اولاد میں ہونا ضروری ہے، اور اصول کافی وغیرہ کی تصریح کے مطابق گیارہواں امام "حسن عسکری" لا ولد تھا، حکومت نے پوری تفتیش اور مکمل تحقیق کے بعد اس کو لا ولد قرار دیکر اس کے بھائی کو میراث دلائی۔

شیعہ کو اپنے اس عقیدہ کے مطابق حسن عسکری کی اولاد سے بارہواں امام ثابت کرنے کی مشکل پیش آئی تو اس کو حل کرنے کے لئے یہ افسانہ گھڑا کہ حسن عسکری کے انتقال سے چار یا پانچ سال پہلے اس کے گھر امام مہدی پیدا ہوا جو عوام کو نظر نہیں آتا تھا اور حسن عسکری کے انتقال سے دس روز پہلے صرف چار پانچ سال کا یہ بچہ چالیس ہاتھ لمبا اور اونٹ کی ران جتنا موٹا قرآن اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل شدہ کتابیں اور وہ سارا سامان جو ہر امام کے پاس رہتا تھا سب اٹھا کر غار سرمن راہ میں غائب ہو گیا،

یہ پوری تفصیل اصول کافی میں کئی مختلف ابواب میں ہے۔
 بزعم شیعہ مہدی کی غیبت صغریٰ کی ابتداء سے غیبت کبریٰ تک
 اس کے چار نائب علی الترتیب گزرے ہیں جن کو مہدی کے مقام رہائش
 کا علم تھا:

① ابو عمر عثمان بن سعید

② محمد بن عثمان بن سعید

③ حسین بن روح

④ علی بن محمد

حاجت براری کے لئے پہلے دو کو غالباً اس لئے پسند نہیں کیا کہ
 اول کا نام عثمان ہے اور اس نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا۔
 دوسرے نائب کو اس لئے چھوڑا کہ نائب اول ”عثمان“ کا بیٹا ہے۔
 شیعہ ولادت مہدی کی خوشی میں اس رات حلو اخوری کرتے ہیں۔
 مسلمانوں کو یوں دھوکا دیا:
 ”اس تاریخ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک
 شہید ہوا تھا اس لئے حلو ا کھاؤ“

حالا فکم وہ غزوہ احد کا واقعہ ہے جو سوال میں ہوا ہے، پھر یہ بھی
 عجیب عشق ہے:

”محبوب کا دانت شہید ہوا تم حلو ا کھاؤ“

ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
 اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

واللہ العلام من جمیع الفتن

۲۱ شعبان ۱۴۱۱ ہجری

نصف شعبان میں ایصالِ ثواب

سوال : شعبان کی چند پہلی رات قبرستان میں جانے اور اموات کو ایصالِ ثواب کر نیک عام دستور ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بیٹنوا تو جروا
الجواب باسم ملہم الصواب

امداد الفتاویٰ میں اس پر طویل بحث ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے :
”مولانا محمد صدیق صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق اس رات میں ایصالِ ثواب ثابت نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقیع تشریف لیجانا اور دعا ثابت ہے مگر یہ اس رات کی خصوصیت نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزانہ کا معمول اور عادت مستمرہ تھی۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آخر میں نصف شعبان کے ذکر سے اس رات کی تخصیص معلوم ہوتی ہے مگر بقول ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کی تضعیف فرمائی ہے، اس روایت میں نصف شعبان کی زیادتی میں حجاج متفرد ہے جو سیی الحفظ اور مجروح ہے، علاوہ ازیں اس میں دو جگہ انقطاع ہے، حجاج کو بچی سے اور بچی کو عروہ سے سماع حاصل نہیں۔“

اس زیادتی کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس سے استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ اس میں خروج الی البقیع کی وجہ بتانا مقصود نہیں بلکہ وقت معہود سے قبل خروج کی وجہ بتائی گئی ہے، عادتِ مستمرہ آخر

لیل میں خروج کی تھی مگر اس شب اول لیل میں خروج ہوا، اس لئے کہ دوسری راتوں میں سماء دنیا کی طرف نزول آخر لیل میں ہوتا ہے اور اس شب ابتدا لیل سے ہی ہو جاتا ہے، اس لئے قبرستان میں جا کر دعا کرنے کو اس رات کے احکام و فضائل میں شمار کرنا صحیح نہیں۔

دوسرے علماء قبرستان جا کر اموات کے لئے دعا کرنے کو حدیث مذکور کا مدلول قرار دیکر استحباب کے قائل ہیں، مگر فساد اعتقاد و قبائح عملیہ کے پیش نظر قبرستان جانے سے منع فرماتے ہیں۔

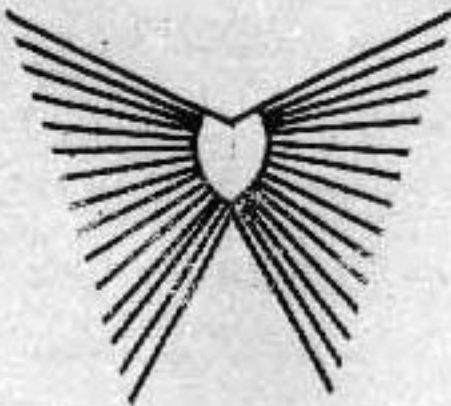
ایصالِ ثواب کے لئے اس شب کی تخصیص کے عدم ثبوت پر سب کا اتفاق ہے اس شب کی فضیلت کی وجہ سے اس میں صدقہ کرنے میں مضائقہ نہیں، مگر عوام کے زعم تعین و تخصیص کی وجہ سے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت حکیم الامتہ قدس سرہ نے بہشتی زیور اور اصلاح الرسوم میں ایصال

ثواب کی سنیت تحریر فرمائی ہے جس سے امداد الفتاویٰ میں رجوع کا اعلان فرمایا ہے اور یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اصلاح الرسوم کہیں طبع کی جائے تو اس مقام پر یہ رجوع بطور حاشیہ لکھ دیا جائے۔

امداد الفتاویٰ جلد چہارم کی ابتداء میں طویل بحث کے بعد آخر میں اکابر علماء دیوبند کا فیصلہ درج ہے جس کا خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے اور رسالہ ”تحقیق شبِ برات“ میں یہ فیصلہ پورا نقل کر دیا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

۸ شعبان ۱۴۱۱ھ





کھنی بالمرء کذباً ان یحدث یحلی ما سمع (مسلم)
انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات بھی سنے (بلا تحقیق) لے کر دے



حدیث ضعیف

پر
عمل کرنے میں مفاسد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

اصول حدیث میں ایک بہت اہم قاعدہ

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تنبیہات

عقل سلیم و فہم مستقیم

تغییرات زمانہ پر فقہانہ نظر

اپنے موضوع میں منفرد تنقید بے مثال تحقیق



حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں مفاسد

تاریخ تالیف ————— رمضان ۱۴۱۱ھ

تاریخ اشاعت ————— ۱۴۱۲ھ

عام طور پر مشہور ہے کہ فضائل میں حدیث
ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے۔

اس رسالہ میں

حدیث، اصول حدیث و نصوص فقہ سے
ثابت کیا گیا ہے کہ یہ حکم عام نہیں بلکہ اسکے لئے
بہت سی قیود و شروط ہیں جو اس زمانہ میں مفقود ہیں
لہذا فضائل میں بھی حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز
نہیں۔



عمل بالحدیث الضعیف میں مفاسد

سوال : مشہور ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے، کیا یہ مطلقاً صحیح ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے؟ بیّنوا توجروا

الجواب : باسمہما علیہما الصلوٰۃ

ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں مندرجہ ذیل مفاسد ہیں :

① اس میں یہ شرط ہے کہ اس عمل کو سنت نہ سمجھا جائے،

اور حال یہ ہے کہ عموم تو درناؤ خواہ اس بلکہ مشہور علماء اور مقتدی حضرات بھی ایسے اعمال کو سنت سمجھتے ہیں، بالخصوص شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”ما ثبت بالسنة“ کا نام دیکھ کر اس میں مذکورہ سب اعمال کو مستون سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اس میں بھی اکثر روایات اسی قسم کی ہیں۔

② یہ شرط بھی ہے کہ روایت ضعیف سے کوئی حکم شرعی ثابت نہ کیا جائے،

اور اعتقاد فضیلت حکم شرعی ہے البتہ خیال فضیلت حکم شرعی نہیں۔

③ یہ شرط بھی ہے کہ روایت میں ضعف شدید نہ ہو،

اور فضائل سے متعلقہ اکثر روایات کا حال یہ ہے کہ صرف ضعیف شدید ہی نہیں، بلکہ موضوع ہیں، بیشتر کے موضوع ہونے کی تو اصحاب فن نے تصریح فرمائی ہے اور بقیہ کے بارے میں بھی بوجہ ذیل یہی ظن غالب ہے۔

① ان کے روادع و ضاع، روافض اور صوفیہ میں۔

وضع احادیث میں روافض کا کردار اتنا واضح اور اس قدر مشہور ہے کہ مزید وضاحت کی حاجت نہیں، علاوہ ازیں اس کی تفصیل تحریر میں لانے کے لئے مختصر مضمون کافی نہیں، دفاتر کے دفاتر درکار ہیں۔

وضع احادیث کے فن میں صوفیہ کے کارناموں سے بھی کتب حدیث و رجال بھری

پڑی ہیں۔

قال الامام مسلم رحمه الله تعالى :

قال يحيى بن سعيد القطان رحمه الله تعالى لم ير الصالحين في شيء اكدب منهم في الحديث (الى قوله) لم تراهم الا في شيء اكدب منهم في الحديث قال مسلم يقول يجرى الكذب على لسانهم ولا يعتمدون الكذب -

وقال العلامة العثماني رحمه الله تعالى :

قال عياض رحمه الله تعالى وقد يقع في الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم من غلبت عليه العبادة ولم يكن معه علم فيضع الحديث في فضائل الاعمال ووجوه البر ويتساهلون في رواية ضعيفها ومنكرها وموضوعاتها كما قد حكى عن كثير منهم واعترف به بعضهم وهم يحسبون لقلة عامهم انهم يحسنون صنعها والحكايات في هذا الباب كثيرة ذكر نبذنا منها السيوطي رحمه الله تعالى في التذريب - (فتح الملهو ص ۱۳۳ ج ۱) (۲) چوتھی صدی تک ان روایات کا وجود نہیں ملتا، صرف متاخرین کی تصانیف میں ہیں، مثلاً شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ”غنیۃ الطالبین“ ابوطالب مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”تہذیب القلوب“ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”احیاء العلوم“، وائتھ القلوب“، کیمیائے سعادت“ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”عاشق بالسنۃ“ کتب متقدمین میں کسی حدیث کا وجود نہ ملتا اس کے موضوع ہونے کی دلیل ہے، قال الامام البیہقی رحمه الله تعالى :

من جاء اليوم بحديث لا يوجد عند الجميع لا يقبل (فتح المغیث ص ۹۶ مقدمة ابن الصلاح ص ۱)

وقال الشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ :

وطبقہ رابعہ احادیثیہ کہ نام و نشان انہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخرین ان را روایت کرده اند پس حال انہا از دوشق خالی نیست یا سلف تفحص کردند و انہا را اصل نیافتہ اند تا مشغول بروایت انہا می شدند یا یافتہ و دران قدحی

وعلتی دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت آنہا،
وعلیٰ کل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی
بآنها تمسک کردہ شود و لنعم ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا
فان کنت لاتدری فتلاف مصیبتہ
وان کنت تدری فالمصیبتہ اعظم

و این قسم احادیث را بسیار سے از محدثین زدہ است و بہت کثرت طرق این احادیث
کہ درین قسم کتب موجودند مغرور شدہ حکم بر تو اتر آنہا نمودہ و در مقام قطع و یقین بدان
تمسک جستہ برخلاف احادیث طبقات اولی و ثانیہ و ثالثہ مذہبے بر آوردہ اند و درین
قسم احادیث کتب بسیار مصنفہ شدہ اند۔ (الی قولہ) و مایہ تصانیف شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسائل و نوادر خود ہمین کتابہا است (عجالتاً نافعہ ص ۷)
امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۴۵۸ھ پانچویں صدی کے نصف اول میں گزرے ہیں،
تیسری صدی میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر پورے
اسلامی قلم رومیں جلیل القدر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے خوب محنت و جانفشانی اور بہت تنقیر و
تنقید سے تدوین حدیث کا کام مکمل کر لیا تھا، اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے
ارشاد فرمودہ اصول کے مطابق چوتھی صدی میں پیدا ہونے والی روایات بھی طبقہ رابعہ میں
داخل معلوم ہوتی ہیں، مزید توسیع سے کام لیا جائے تو پانچویں صدی کی روایات تو اسام بیہقی
رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق یقیناً ناقابل قبول ہیں۔

کتب مذکورہ کی روایات کے غیر معتبر ہونے پر صرف یہی دلیل نہیں کہ متقدمین کے ہاں
ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا بلکہ اس سے بھی بڑی آفت یہ ہے کہ ان کے رواۃ، وضاع،
روافض، صوفیہ، مناکیر و مجاہیل ہیں کما هو ظاہر من لہ مسکۃ من فن الرجال۔
۲۷ رجب، لیلة عرفۃ والعیدین میں عبادت کی فضیلت سے متعلق روایات
سب اسی قسم کی ہیں، نصف شعبان کے بارے میں بھی اکثر روایات کا یہی حال ہے۔

یہ صحیح ہے کہ روایات ضعیفہ کے تعدد سے قوت آجاتی ہے مگر کتب مذکورہ کے بیشتر
رواۃ ایسے ہیں کہ ان جیسوں کا عدد ہزار سے بھی بڑھ جائے تو بھی ان پر اعتماد کرنا جائز
نہیں، الخبیث لا یزید الخبیثا۔

اد پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحقیق گزر چکی ہے کہ ایسی روایات کو بہت سے محدثین بھی متواترات شمار کرنے لگے ہیں جن کا اصلاً کوئی ثبوت ہی نہیں۔

۲۷ رجب کی تو کوئی فضیلت ہے ہی نہیں۔ اس سے متعلق سب روایات روافض کی خزانہ زاد ہیں۔

نصف شعبان کے بارے میں اکثر روایات موضوعہ ہیں، بعض ضعیفہ ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے ان کو بھی رد کر دیا ہے۔ جمہور ان روایات کے پیش نظر اس شب کی فضیلت اور اس میں عبادت مطلقہ کے استحباب کے قائل ہیں اس رات میں ایصالِ ثواب اور دن کا روزہ بالاتفاق ثابت نہیں۔ اس زمانہ میں قبرستان جانا بھی بالاتفاق ممنوع ہے تفصیل رسالہ ”تحقیق شبِ برات“ میں ہے۔

شبِ عرقہ و عیدین کی فضیلت ثابت ہے مگر کسی رات یا دن کی فضیلت سے اس میں کسی عبادت غیرِ مأثورہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی تخصیص سے صراحۃً ممانعت وارد ہوئی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تختصوا لیلة الجمعة بقیام من بین الیالی ولا تختصوا یوم الجمعة بصیام من بین الایام (مسلم)

واللہ هو العاصم من المحدثات فی الدین

۷ رمضان سنہ ۱۴۱۱ھ

